کی دعاؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی روح کس درجہ اپنے رب سے وابستگی رکھتی تھی اور کس درجہ آپؐ پر اپنے رب کی عظمت اور جلال کا احساس چھایا رہتا تھا اور اپنی اور ساری کائنات کی بے بسی اور خدا کی قدرتِ کاملہ اور اس کی ہمہ گیر رحمت و ربوبیت پر آپؐ کو کتنا یقین تھا۔ اس میں شبہ نہیں کیا جا سکتا کہ آپؐ کی دعائیں علم و عرفان کا شاہکار، خدا شناسی اور خدا سے آپؐ کے سچے اور گہرے تعلق کی روشن دلیل ہیں۔

دعا کی اہمیت

﴿۱﴾ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ: وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ط اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، نسائی)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دعا عین عبادت ہے۔“ پھر آپؐ نے تلاوت فرمایا: وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ الخ ”تمھارے رب نے کہا: مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کرتے ہیں جلد ہی وہ ذلیل و خوار ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔“

تشریح: اس حدیث میں جس آیت کو نقل فرمایا گیا ہے، اس میں دعا کو عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خدا سے دعا مانگنا عین تقاضائے بندگی ہے۔ دعا سے منھ موڑنے کا معنی اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی تکبر میں مبتلا ہے اور اپنے رب کے سامنے عبودیت کے اعتراف سے کترا رہا ہے۔ بندہ جب اپنے خالق و مالک کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتا اور اس سے دعائیں مانگتا ہے تو درحقیقت وہ اس طرح اپنے رب کی آقائی و بالادستی کا اعتراف اور اپنی بندگی اور عاجزی کا اقرار کرتا ہے۔ اس کا یہ اظہارِ عبودیت بجائے خود عبادت ہے۔ وہ اس کے اجر سے کسی صورت میں بھی محروم نہیں رہ سکتا خواہ وہ چیز اس کو ملے یا نہ ملے جس کے لیے اس نے خدا سے دعا مانگی تھی۔

﴿۲﴾ وَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دعا مغزِ عبادت ہے۔“

تشریح: عبادت کا مفہوم اس کے سوا اور کیا ہے کہ بندہ خدا کی بالادستی اور اس کی کبریائی کے

سامنے جھک جائے اور اس کے سامنے اپنی عاجزی اور بندگی کا اقرار کرے۔ دعا میں ایک طرف بندے کی عاجزی، محتاجی اور بندگی کا اظہار ہوتا ہے۔ دوسری طرف وہ خدا کی بالاتری اور اس کی آقائی کا اعتراف کرتا ہے۔ اس لیے دعا عین عبادت بلکہ جانِ عبادت ہے۔ اس کے اجر و ثواب سے بندہ کسی حال میں بھی محروم نہیں رہے گا۔

﴿۳﴾ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خدا کے نزدیک کوئی چیز دعا سے زیادہ باوقعت نہیں ہے۔''

تشریح: یعنی دعا کو کوئی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیے۔ دعا بندے کو خدا سے قریب کرتی اور اس کا رشتہ خدا سے مضبوط کرتی ہے۔ جو چیز آدمی کو خدا سے قریب کرنے والی ہو اس سے زیادہ باوقعت چیز اور کیا ہو سکتی ہے۔

﴿۴﴾ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ لَّمْ یَسْأَلِ اللّٰهَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غضب ناک ہوتا ہے۔''

تشریح: یعنی جس طرح اللہ کو بندے کا یہ عمل بہت پسند ہے کہ وہ خدا سے دعائیں مانگے اور اپنی حاجتوں کو اس کے روبرو پیش کرے اسی طرح اللہ کو یہ بات حد درجہ ناپسند ہے کہ کوئی شخص خدا سے مانگنا چھوڑ دے۔ اس کے سامنے اپنی درخواست لیکر نہ جائے۔ یہ بے نیازی نہ کسی بندے کو زیب دیتی ہے نہ خدا ہی اسے پسند کرتا ہے۔

﴿۵﴾ وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْکُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَیْئًا یَعْنِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَنْ یُّسْأَلَ الْعَافِیَةَ۔ (ترمذی)

ترجمہ: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کے لیے دعا کا دروازہ

کھل گیا اس کے لیے رحمت کے دروازے کھل گئے۔ اور خدا سے جو چیزیں مانگی جاتی ہیں ان میں سے اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ اس سے عافیت طلب کی جائے۔"

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس کو دعا کی توفیق حاصل ہوگئی اس کے حصے میں تمام بھلائیاں آسکتی ہیں۔ دعا کے ذریعہ سے فلاح و کامیابی کے تمام دروازے کھل سکتے ہیں۔ دعا کے ذریعہ سے بندہ خدا کی رحمتوں اور خاص عنایتوں کا مستحق قرار پاتا ہے۔ دعا اپنی حقیقت کے لحاظ سے انسان کے دل کی تڑپ اور اس کی روح کی طلب کا دوسرا نام ہے۔ جب کسی بندہ کو سچی طلب اور تڑپ میسر آگئی تو اس کے لیے رحمت کے دروازے بند نہیں رہ سکتے۔

عافیت طلب کرنا بہترین دعا ہے عافیت میں دنیوی و اخروی، ظاہری و باطنی ہر طرح کی عافیت اور سلامتی شامل ہے۔ جس بندے نے خدا سے عافیت طلب کی اس نے خدا سے بہت بڑی نعمت کی درخواست کی۔ عافیت طلب کر کے اس نے اس حقیقت کا اعتراف بھی کیا کہ خدا کی حفاظت اور اس کے فضل و کرم کے بغیر آدمی کو عافیت اور سلامتی حاصل نہیں ہوسکتی۔ خدا ہی ہے جو آدمی کو مصیبت اور تکلیف سے بچاتا اور سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔ اس طرح کی دعاؤں سے خدا کے سامنے بندے کی کامل عاجزی، محتاجی اور عبودیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے ایسی دعا خدا کو بہت محبوب ہے۔

﴿۶﴾ وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهِ، فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْأَلَ وَ اَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ. (ترمذی)

ترجمہ: ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ سے اس کے فضل کے طالب ہو کیونکہ اللہ کو یہ بات پسند ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کشادگی کا انتظار ہے۔"

تشریح: بندوں کے مانگنے اور سوال کرنے پر خدا کی رحمت کو پیار آتا ہے۔ جو بندہ خدا سے نہیں مانگتا وہ اس سے سخت ناراض ہوتا ہے۔ خدا کے کرم کی امید رکھتے ہوئے اس کا انتظار کرنا کہ وہ پریشانیوں اور مصیبتوں کو دور کرے گا اور کشادگی اور سہولت بخشے گا، اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے کیونکہ اس میں بندہ خشیت اور عاجزی کے ساتھ خدا کی طرف متوجہ رہتا اور اس سے اس کے کرم کا امیدوار ہوتا ہے۔

﴿۷﴾ وَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا عَلَى الْاَرْضِ

دعا کے کچھ آداب

﴿۱﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ ارْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ، اُرْزُقْنِیْ اِنْ شِئْتَ، وَلْیَعْزِمْ مَسْئَلَتَهٗ اِنَّهٗ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَلَا مُكْرِهَ لَهٗ۔ (بخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص دعا مانگے تو یوں نہ کہے کہ خدایا! مجھے بخش دے اگر تو چاہے، مجھ پر رحم فرما اگر تو چاہے، مجھے رزق دے اگر تو چاہے بلکہ اسے قطعیت کے ساتھ اپنی مانگ رکھنی چاہیے۔ بے شک وہ کرے گا وہی جو چاہے گا، کوئی اس پر دباؤ ڈالنے والا نہیں ہے۔“

تشریح: یعنی دعا میں کسی بھی طرح کی بے نیازی اور بے پروائی کا اظہار نہیں ہونا چاہیے۔ بندے کو اپنی ضرورت قطعیت کے ساتھ اپنے رب کے حضور پیش کرنی چاہیے تاکہ خدا کے سامنے زیادہ سے زیادہ بندے کی محتاجی اور عاجزی کا اظہار ہو۔

﴿۲﴾ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَآءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ۔ (ترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سے دعا مانگو تو اس یقین کے ساتھ کہ وہ قبول فرمائے گا اور جان رکھو کہ اللہ غافل اور بے حضور قلب کی دعا قبول نہیں کرتا۔“

تشریح: یعنی دعا مانگتے وقت تمھیں پورے طور پر خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ تمھیں اس بات کا یقین ہو کہ خدا دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔ وہ ہماری دعاؤں کو اکارت نہیں جانے دے گا۔ دعا اگر تذبذب اور بے یقینی کی حالت میں مانگی گئی تو وہ بالکل بے جان ہوگی۔ ایسی بے روح دعا اپنا کیا اثر دکھا سکتی ہے۔

﴿۳﴾ وَ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا یَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ وَ لٰكِنْ لِّیَعْزِمْ وَلْیُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَتَعَاظَمُهٗ شَیْءٌ اَعْطَاهُ۔

(مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”تم میں سے جب کوئی

دعا کرے تو یہ نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے بلکہ دعا پوری قطعیت اور پوری رغبت کے ساتھ مانگے اس لیے کہ اللہ جو چیز عطا فرماتا ہے اس کا عطا کرنا اس کے لیے دشوار اور مشکل نہیں ہوتا۔"

﴿۴﴾ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: یُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ مَالَمْ یَسْتَعْجِلْ قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: قَدْ دَعَوْتُ وَ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ اَرَ یُسْتَجَابُ لِیْ فَیَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذَالِکَ وَ یَدَعُ الدُّعَاءَ۔ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ کسی گناہ اور قطع رحم کی دعا نہ کرے اور جلد بازی سے کام نہ لے۔" عرض کیا گیا: جلد بازی کیا ہے یا رسول اللہ؟ فرمایا: "جلد بازی یہ ہے کہ کوئی کہے کہ میں نے بہت دعا کی، مگر میں دیکھتا ہوں کہ میری دعا قبول ہی نہیں ہوتی اور اس کے بعد وہ تھک جائے اور دعا مانگنی چھوڑ دے۔"

تشریح: بندے کو دعا ترک نہیں کرنی چاہیے۔ اسے کیا معلوم کہ خدا کو اس کی دعا کب اور کس صورت میں قبول کرنا منظور ہے۔ کبھی بندے ہی کی بعض مصلحتوں کی بنا پر اس کی دعا جلد قبول نہیں کی جاتی، ایسی صورت میں اسے اپنے خدا سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ جلد بازی سے کام لے کر وہ خود اپنا ہی کام خراب کر دے گا۔ مسلسل اپنے آقا کے در کا بھکاری بنا رہنا کیا اس کے لیے کم شرف کی بات ہے۔

﴿۵﴾ وَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَّ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ: یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌo وَ قَالَ: "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ" ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَاءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَ مَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَّ مَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَّ مَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَّ غُذِیَ بِالْحَرَامِ۔ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذَالِکَ۔

(مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! خدا پاک ہے وہ صرف پاک وطیب چیز کو قبول فرماتا ہے اور خدا نے اس معاملہ میں جو حکم اپنے رسولوں کو دیا ہے

وہی اہلِ ایمان کو بھی دیا ہے۔ اس کا ارشاد ہے: اے رسولو! پاک وطیب چیزیں کھاؤ اور اچھے عمل کرو۔ تم جو کچھ کرتے ہو میں خوب جانتا ہوں۔ اور فرمایا: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو کچھ کہ ہم نے تمھیں دیا ہے۔'' اس کے بعد آپؐ نے ایک ایسے شخص کا ذکر فرمایا'' جو لمبا سفر کر کے (کسی مقدس مقام پر) اس حال میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور گرد سے اَٹا ہوا ہے۔ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے: اے رب! اے رب!...اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے اور حرام غذا سے وہ پلا بڑھا ہے، پھر اس کی دعا کیونکر قبول ہو سکتی ہے۔''

تشریح: آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص اس بات کی شکایت کر رہا ہے کہ اس کی دعائیں قبول نہیں ہوئیں اور وہ یہ نہیں دیکھتا کہ وہ جو کچھ کھا پی رہا ہے اور جو کچھ پہن رہا ہے، وہ کہاں تک حلال اور طیب ہے۔ ایسی صورت میں اس کی شکایت کو حق بجانب نہیں قرار دیا جا سکتا۔ کتب قدیمہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی چاہتا ہے کہ اس کی بات سنی جائے تو وہ گناہوں سے باز آئے۔ یسعیاہ میں ایک جگہ کہا گیا ہے: ''تمھاری بدکاری نے تمھارے اور تمھارے خدا کے درمیان جدائی کر دی ہے اور تمھارے گناہوں نے اسے تم سے روپوش کیا ایسا کہ وہ نہیں سنتا۔ (۲:۵۹)

﴿۶﴾ وَ عَنْ مَعَاذٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّبِيْتُ عَلٰى طُهْرٍ ذَاكِرًا لِّلّٰهِ تَعَالٰى فَيَتَعَارُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى خَيْرًا مِّنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلم شخص پاکی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہوا سو جائے پھر رات کو جب وہ بیدار ہو اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی طلب کرے تو خدا اس کی مطلوبہ شے اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔''

تشریح: رات کا یہ وقت خاص طور سے دعا کے قبول ہونے کا وقت ہوتا ہے۔ اس تنہائی اور سکون کے اوقات میں اگر بندہ خدا کی طرف رجوع ہوتا ہے اور اس کے سامنے اپنی حاجتیں رکھتا ہے تو خدا کی رحمت یقیناً اس کی طرف متوجہ ہو کر رہے گی اور اس کی دعائیں مقبول ہوں گی۔

﴿۷﴾ وَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: يَنْزِلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى

السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّدْعُوْنِىْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَّسْاَلُنِىْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ يَّسْتَغْفِرُ لِىْ فَاَغْفِرُ لَهٗ۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارا رب ہر رات کو جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہتا ہے تو آسمانِ دنیا پر اتر آتا ہے اور فرماتا ہے: کون شخص ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، کون شخص ہے جو مجھ سے مانگے میں اسے عطا کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اس کو بخش دوں۔''

تشریح: آسمانِ دنیا سے مراد قریبی آسمان ہے جس پر اہلِ دنیا کی نظر پڑتی ہے۔ رب آسمانِ دنیا پر اتر آتا ہے یعنی خاص طور سے اہلِ دنیا کی طرف۔ خاص طور سے اہلِ دنیا کی طرف اس کی رحمت متوجہ ہوتی ہے۔ اس وقت جو دعا بھی مانگی جائے اس کے قبول ہونے کا قوی امکان ہوتا ہے۔

﴿۸﴾ وَ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَؓ قَالَ: قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَىُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ؟ قَالَ: جَوْفَ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ وَ دُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوْبَاتِ۔ (ترمذی)

ترجمہ: ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے یارسول اللہ! فرمایا: ''جو رات کے آخری حصہ میں کی جائے اور جو فرض نمازوں کے بعد کی جائے۔''

تشریح: رات کے آخری حصے میں بستر کا آرام چھوڑ کر خدا کو یاد کرنا اور اس کی جناب میں دعائیں کرنا اخلاص کے بغیر ممکن نہیں اور اخلاص کے ساتھ مانگی ہوئی دعا قبول ہو کر رہتی ہے۔

نماز اور خاص طور سے فرض نماز خوشنودیِ رب کی موجب ہے اس لیے نماز کے بعد دعا کے مقبول ہونے کا زیادہ امکان پایا جاتا ہے۔ یہ دعا مانگنے کا ایک بہترین وقت بھی ہوتا ہے۔ فرض ادا کرنے کے سبب سے بندے کو خدا کا خاص قرب حاصل ہوتا ہے۔ خدا کی رحمت اس سے حد درجہ قریب ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر دعا کا قبول ہونا ایک فطری بات ہے۔

﴿۹﴾ وَ عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: لَا يُرَدُّ الدُّعَآءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ قِيْلَ، مَاذَا نَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ: سَلُوا اللّٰهَ تَعَالٰى الْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ (ابوداؤد، ترمذی)

ترجمہ: حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اذان اور اقامت کے درمیان جو دعا کی جاتی ہے وہ کبھی رد نہیں کی جاتی۔" عرض کیا گیا: اس وقت ہم کیا مانگیں یا رسول اللہ؟ فرمایا: "اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی عافیت مانگو۔"

تشریح: ابوداؤد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش ہونے کے وقت بھی دعا رد نہیں کی جاتی۔ مؤطا کی ایک روایت میں آیا ہے: سَاعَتَانِ تُفْتَحُ فِيهِمَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ قَلَّ دَاعٍ تُرَدُّ عَلَيْهِ دَعْوَتُهٗ حَضْرَةَ النِّدَآءِ لِلصَّلٰوةِ وَالصَّفِّ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ "دو وقت ایسے ہیں کہ جن میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بہت کم ایسے دعا مانگنے والے ہوتے ہیں جن کی دعائیں ان اوقات میں رد کی جاتی ہیں، اس اذان کے وقت جو نماز کے لیے دی جائے اور جب فی سبیل اللہ لوگ صف بستہ ہوں۔"

روایتوں میں دعاؤں کی مقبولیت کے جو اوقات بیان کیے گئے ہیں وہ خاص نزولِ رحمت کے اوقات ہیں۔ ان اوقات میں لوگ خاص طور سے خدا کی طرف متوجہ بھی ہوتے ہیں اس لیے خدا بھی ان اوقات میں مانگی ہوئی دعاؤں کو رد نہیں کرتا۔

﴿۱۰﴾ وَ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ الدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَ عِنْدَ الْبَاْسِ حِيْنَ يُلَحِّمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔ (ابوداؤد، مالک)

ترجمہ: سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دو اوقات ایسے ہیں جن میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ اذان کے وقت اور جنگ کے وقت جب لوگ ایک دوسرے سے چمٹ جائیں۔"

تشریح: اذان کے وقت اور جنگ چھڑ جانے کے وقت جو دعا کی جاتی ہے وہ رد نہیں ہوتی۔

﴿۱۱﴾ وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم خَمْسُ دَعْوَاتٍ يُّسْتَجَابُ لَهُنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَ دَعْوَةُ الْحَآجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ وَ دَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰى يَقْعُدَ وَ دَعْوَةُ الْمَرِيْضِ حَتّٰى يَبْرَاَ وَ دَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِيْهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَ اَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ۔ (البیہقی فی دعوات الکبیر)

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پانچ دعائیں ایسی ہیں کہ وہ (لازماً) قبول کر لی جاتی ہیں۔ مظلوم کی دعا جب تک کہ وہ (ظالم سے) بدلہ نہ لے لے۔ حج